رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کرونگا دور اس سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

الحکم

فاروق

ایڈیٹر
فارسی ایڈیٹر
خاکسار
قاسم علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۱۷ء | نمبر ۱۷

رپورٹ جلسہ بنگہ ضلع جالندھر

برادر مزیز مہر محمد خان صاحب نائب مدیر الفضل لکھتے ہیں کہ ہم یعنی یہ خاکسار جناب میر قاسم علی صاحب اور جناب مولوی قطب الدین صاحب طبیب کے ہمراہ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ جلسہ بنگہ (جالندھر) میں شمولیت کے لئے ۲۹ مارچ کو قادیان سے روانہ ہوئے۔

۳۰ مارچ کو میاں رحمت اللہ صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ کی دوکان پر پہنچے وہ لوگ ہمارے یکایک آنے سے حیران ہوئے کیونکہ دارالامان کے اس خط کی بنا پر کہ کوئی مبلغ نہیں ہے سب باہر گئے ہوئے ہیں ہو سکا تو دیکھا جائیگا انہوں نے اپنے جلسہ کی تاریخوں کو ملتوی کر دیا تھا اور قادیان میں اطلاعی کارڈ بھیج دیا تھا اب نہیں معلوم وہ خط کیا ہوا۔ ان کے اس التواء کی یہاں کوئی خبر نہ تھی ہم پہنچ ہی گئے۔

جب صورت یہ ہوئی کہ ہم لوگوں نے مشورہ کیا کہ آج رات ہی واپس چلے جائیں یا کیا کریں آخر یہی مناسب سمجھا گیا کہ جب آ گئے ہیں تو خالی تو نہیں جانا چاہیئے چنانچہ ہم ۳۰ مارچ کو وہاں پہنچے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا جناب مولوی قطب الدین صاحب نے جمعہ پڑھایا مسجد احمدیوں کی ہے جس کے ساتھ ہی جانب جنوب مدرسہ احمدیہ بھی ہے۔ اکثر احمدی خواتین ادائے فریضہ جمعہ کے لئے جمع تھیں جمعہ ختم ہو چکا شہر میں منادی کرائی گئی کہ وعظ ہوگا۔

وقت مقررہ پر ہم لوگ وہاں پہنچے صدر الارشاد جناب میر صاحب خاکسار نے "اسلام اور محمد" کے عنوان سے تقریر کی ازاں بعد جناب مولانا قطب الدین صاحب نے نہایت لجاجت انبیاء بدو نشین انداز میں لیکچر دیا آپکا انداز بیان مضمون کی وسعت فرمائی میٹھا لہجہ غرض ہر ایک بات میں ایک بات تھی کہ آپکی تقریر ختم ہوئی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا

ہمارے ریل کے سفر کی ایک دلچسپ بات تو بھول ہی گیا۔ وہ یہ کہ جس درجہ میں امرتسر سے سوار ہوئے تھے اسمیں دو گریجوایٹ آریہ صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے اور ایک مسلمان صاحب لحیم شحیم۔ ایک آریہ صاحب کچھ باتیں مذہبی ملکی کر رہے تھے ہمارے مولانا قطب الدین صاحب آریوں کے برابر بیٹھے تھے ان آریہ صاحبان نے اپنا رخ سخن مولانا کی طرف کیا اور شاتان اسلام کے مظالم بیان کرنا شروع کر دیئے۔ مولانا قطب الدین کی جس علمی قابلیت اور تاریخدانی کے جوہر فقیر نے اس دن دیکھے اس سے پیشتر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میرے وہم میں بھی نہ تھے خیر جب آریہ صاحب اعتراض فرما چکے مولانا نے نہایت متانت اور وقار کے ساتھ گفتگو شروع کی اور ان کو بتایا اور تاریخی حوالوں سے بتایا کہ ہندوؤں کے فلاں فلاں راجہ ایسے تھے جنکے مظالم بے غایت ہیں اور اسکے مقابلہ میں بعض ہندو راجہ ایسے ہیں جنکی معدلت گستری زبان زد خواص عوام ہے اسی طرح آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے جسقدر بادشاہ ہندوستان میں ہوئے ہم ان سب کو معصوم نہیں ٹھہرا سکتے اور نہ سب کو ظلم سے متہم کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں اگر بعض بادشاہوں نے مظالم کئے بھی تو ان کے معدلت تواز بادشاہوں کے کارناموں سے تاریخی اوراق گرانبار اسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہندوؤں میں بھی برے بھی ہیں اور اچھے بھی اس سے ہم نہ ہندوؤں کو الزام دے سکتے ہیں نہ ہندو اسلام پر تمام دھر سکتے ہیں۔ پھر اگر غور سے دیکھا جائے تو نسبتاً

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی ایم قاسم علی نے چھپوا کر شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کے کارنامے انصاف زیادہ ہیں۔

اس پر آریہ صاحب نے کہا کہ اچھا مولوی صاحب یہ تو دنیاوی باتیں ہیں اب دینی باتیں کریں آپ نے فرمایا بہت اچھا انہوں نے پوچھا کہ گوشت کا رواج کب سے ہوا اور ساتھ ہی گوشت کی مضرتیں بیان کیں اسکے جواب میں مولانا نے فرمایا آپ بتائیں کہ آپ کو اپنی تاریخ میں ایسا کونسا زمانہ معلوم ہوتا ہے جبکہ گوشت خوری نہ تھی پھر آپ نے گوشت کے فوائد یا مضرات پر بحث کی اسی بحث میں تناسخ کی بحث چھڑ گئی مگر سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا شان تھی آریہ صاحبان تو گھبرا گھبرا گفتگو کرتے تھے مگر کیا مجال کہ ہمارے مولانا کے ماتھے پر بل آئے آواز میں تیزی اور غیر معمولی بلندی پیدا ہوئی ہو یہی کوہ وقار ہی سنجیدگی وہی متانت نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جو مسئلہ بھی شروع ہوا مولانا نے ان سے اقبال کرا کے چھوڑا۔ بڑی دلچسپی اور خوشی سے جالندھر تک سفر کٹا۔ آریوں نے شکریہ ادا کیا۔ مگر ان مسلمان صاحبان کا تو قصہ رہا ہی جاتا ہے جب تاریخی بحث کو چھوڑ کر تناسخ کا پہلوان صاحبوں نے بدلا تو مسلمان صاحب نے فرمایا کہ ان مباحثوں کا کیا فائدہ مولانا نے بے انداز میں فرمایا کہ اسکا فائدہ یہ ہوا۔ کہ کئی کروڑ ہندو ہم میں جذب ہو گئے۔

ہاں اس رات کو تو صرف مولانا قطب الدین صاحب اور خاکسار کی ہی تقریر ہوئی دوسرے دن ۳۱ مارچ کو مولوی عبد اللطیف بھی پہنچ گئے تھے شہر میں منادی کرائی گئی تھانہ بنگہ کے سامنے کے میدان میں نشست کا انتظام تھا اشتہار قلمی بھی نمایاں مقامات پر چسپاں کر دیئے گئے تھے پہلے مولوی عبد اللطیف صاحب نے مختصر تقریر کی۔ آپ کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب نے اس مضمون پر کہ دنیا کو کونسا مذہب اپنانا چاہئے تقریر فرمائی آپکی تقریر کے متعلق کیا بیان کیا جائے بلا کی روانی۔ غضب کی گرمی آپکی تقریر کے لوازم ہیں آپ نے تمام موجودہ بڑے بڑے مذاہب پر ریویو کیا۔ ان کے اصول پیش کر کے ان پر جرح فرمائی بعد میں اسلام کے اصول پیش کئے اور ان وجوہ کو مبرہن کیا جن سے اسلام کا تفوق دیگر مذاہب پر ثابت ہوتا ہے

جناب میر صاحب تقریر فرما رہے تھے وہاں کے مقامی پادری صاحب اور چند آریہ صاحبان بھی بیٹھے تھے ایک سکھ صاحب جو غالباً افیم وغیرہ کھاتے تھے دس پندرہ منٹ بعد پینک سے چونک کر کہہ اٹھے جی سانوں جواب دا موکا ملے۔ اسپر انہیں کہدیا بس سنتے رہو میر صاحب نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی برکات و احسانات اور انعامات کا ذکر فرمایا اور بتلایا کہ یہ گورنمنٹ خدا کی نعمت ہے اس سے وفاداری نہ کرنا غداری ہے اور ایمان کے خلاف ہے وہ شخص مومن نہیں جو اپنے محسن کی خلوص سے خدمت نہ کرے دعا پر جلسہ ختم ہوا

قریب کے دیہات سے بعض دوست تشریف لائے تھے جناب حاجی غلام احمد خان صاحب کریام سے اور اسی طرح قریب کے چند گاؤں سے بعض دوست تشریف لائے۔

۳۱ مارچ اور یکم اپریل کی درمیانی رات کو جناب مولانا قطب الدین صاحب نے عورتوں میں وعظ کیا حضرت نبی کریم کے اخلاق اور حضرت مسیح موعود کے اخلاق کو پیش کیا اور بتایا کہ یہ اخلاق پیدا کرو۔ وعظ کی زبان پنجابی تھی انداز خاص تھا مرد و عورت ہر ایک کی آنکھیں نم تھیں خدا تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے۔

بنگہ کی جماعت میں مرد و زن ملا کر سوا سو کے قریب ہیں وہاں کی جماعت غربا کی جماعت ہے مگر بہت مخلص اور دین کے لئے بہت جوش رکھتے ہیں گرلز سکول میں لڑکے بھی پڑھتے رہے اس دفعہ پانچویں جماعت میں دو لڑکیاں تھیں ایک احمدی ایک غیر احمدی دونوں کامیاب ہوئیں مدرس منشی غلام نبی خان صاحب نہایت نیک اور محنتی ہیں۔

آتے ہوئے ریل میں پادری غلام مسیح صاحب مشہور مسیحی ملے میر صاحب سے خوب بات چیت ہوئی پادری صاحب مرعوب ہوئے تو پہلو کو بدلدیا اور کہا کہ اسکو چھوڑیں یہ بتلائیں کہ آپ احمدی کیسے ہوئے جناب میر صاحب نے بتلایا۔ پادری صاحب نے اپنی "تحقیق الاسلام" کتاب میر صاحب کی نذر کی۔ جالندھر سے امرتسر خواجہ صاحب کے الہامی بحث منشی نور احمد اپنے کمالات و مکاشفات کا تذکرہ تمام راستے میں کرتے رہے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں اپنی وحی الٰہی کے ماتحت ولایت گیا۔ وڈنگ مشن کی بنیاد ڈالی اور کامیاب واپس آیا۔ آخر میں جب ہم ریل سے اترنے لگے تو مولانا نے قادیان آنیکی تحریک کی کہا کہ مجھکو حضرت روز ملتے ہیں میں نے موجودہ اختلاف کی بابت پوچھا فرمایا کہ میں "نبی اللہ ہوں" جری اللہ فی حلل الانبیاء باقی ہم مباحثانہ تحریروں سے خوش نہیں اگر شیخ صاحب کو اپنے خواب کی صداقت کا یقین ہے تو بات تو صاف ہو کیونکہ ہم تو نبی اللہ ہی مسیح موعودؑ کو سمجھتے ہیں۔

دانہ کا محبوب شاہ سُن رکھے

میں نے فاروق اسے اسلئے نہیں بھیجا تھا کہ میرے نزدیک اسکی رائے کو کوئی وقعت حاصل ہے یا یہ کہ مسائل متنازعہ فیہا میں اسے ثالث قرار دیتا ہوں ہرگز نہیں بلکہ مجھے آپکی عادت کا بعض دوستوں سے علم ہوا تھا جس سے میں نے خیال کیا کہ ایک ہی پرچہ بھیجنے سے تمام واقعات میں اطلاع ہو جائیگی سو الحمد للہ میرا مقصد حاصل ہو گیا باقی میں نے داتوی صاحب پر جو اپنی فتح مبین دکھائی تو اس ٹریکٹ کی بنا پر جو دشمن پرجوش ممبرہ فروش نے شائع کیا اسکے ہوتے کسی کے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے یہ وہ رسالہ خود بیکار بیکار کے کہہ رہا ہے کہ داتوی سباب و لعان نے خوفناک شکست کھائی فانا افانزلنا فی ساحۃ قوم فساء صباح المنذرین آپ نے لکھا ہے کہ صرف قرآن مجید سے فیصلہ کرو مرزا صاحب کی تحریریں بوجہ تناقض بحث میں نہیں پیش ہونی چاہئے میں نہیں سمجھ سکا کہ داتوی کی زبان آپکے منہ میں ہے یا آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں اگر تو آپ کی طرف سے ہے تو بسم اللہ! آپ قرآن و احادیث حضرت اقدس کے دعاوی کی تردید میں دلائل پیش کریں اور جواب سنیں آپ کے سامنے کوئی عبارت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بطور حجت پیش نہ ہوگی اعتراض کرنے سے پہلے تشحیذ فروری ۱۹۱۶ء کا جواب شائع کریں جسمیں قرآن و حدیث سے ثبوت اجراء سلسلہ نبوت بعد از آنحضرت علیہ التحیۃ دیا گیا ہے اور اگر داتوی کی وکالت کا حق ادا ہو رہا ہے تو پہلے اس سے ارتداد کا اعلان کروائیے ورنہ جبتک وہ کہتا ہے میں احمدی ہوں اسکا فرض ہے کہ خدا کے اس نبی (جو جامع جمیع کمالات انبیاء ہے) کے قول پر ایمان لائے اور اسے مسائل متنازعہ میں اپنا حکم بنائے جیسا کہ حضور نے اپنے رسالہ اربعین میں لکھا ہے آپ کے لئے تو اس بات کے فیصلہ کے لئے کہ فریقین میں سے کون حق پر ہے صرف یہی دیکھنا کافی تھا کہ کذب و افترا سے کون کام لے رہا ہے دیکھئے آپ کے محمد یمین صاحب پیغام میں لکھتے ہیں ہم اربعین جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب کو صاحب شریعت[1] براہ راست[2] حقیقی مستقل نبی مانتے ہیں حالانکہ یہ بالکل کذب۔ افترا محض ہے۔ ہماری تحریر سے ہمیشہ اس بات کی تردید ہوتی رہی مگر یہ ہماری طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جنکے ہم قائل نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جو عقیدہ ہمارا فی الواقعہ ہے اسکا رد غیر مبایعین نہیں کر سکتے اسلئے انہیں بہتان افترا پر کر کے زراعت کرنی پڑتی ہے اگر حق پر ہیں تو جو ہمارا عقیدہ ہے مثلاً یہ کہ ہم مسیح موعود کو حضور کی مقرر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

موخرہ ۵ اپریل ۱۹۱۷ء

ڈاکٹر عبدالحکیم خان والی پیشگوئی

"مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالحکیم خان والی پیشگوئی کا بھی ذکر کر دیتے ہیں اسکا جواب سیدنا حضرت اولوالعزم کی تحریر سے بلفظہ اقتباس کر کے چھاپا جاتا ہے یہ امر بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ حضرت اقدس کو کئی گالیوں سے بھرے ہوئے خط ڈاکٹر موصوف نے لکھے ہیں اور وفات کے بعد نہایت دشنام آمیز مضامین لکھے ان کے جواب میں یہ تحریر ہی جو انشاء اللہ نافع للناس ہوگی۔" (ایڈیٹر)

دلیل اوّل تو میاں عبدالحکیم خان کے جھوٹے ہونے کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے صاف طور سے اپنے مرنے کی نسبت آج سے تین سال پہلے ہی پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ اور نہ صرف معمولی طور سے اسکا اعلان کیا تھا۔ بلکہ کئی ہزار کی تعداد میں اشتہار الوصیۃ جسمیں مفصّل طور سے اس بات کو لکھا تھا۔ کہ اب میں فوت ہونے والا ہوں شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ میری وفات کی نسبت اس زور سے اور اس تواتر سے وحی الٰہی نازل ہو رہی ہے کہ میری زندگی میرے لئے سرد ہو گئی ہے اور جماعت کو نصیحت کی تھی کہ میرے بعد ان اصولوں پر کاربند ہونا۔ اور ان ان باتوں پر عمل کرنا کہ وہ کام جو خدا نے کرنا چاہا ہے تمہارے ہی ہاتھوں سے پورا ہو۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میری وفات اس طرح ہوگی کہ لوگ سمجھینگے کہ ناکامی ہوئی مگر اصل میں وہ کامیابی ہوگی کیونکہ خدا کی سنت ہمیشہ سے یہی چلی آئی ہے کہ نبی روحانیت کا ایک بیج بو کر چلا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ پھوٹتا پھلتا ہے اور جبتک وہ نبی رہے اسوقت تک سلسلہ کو کامل ترقی نہیں ہوتی چنانچہ ایسا ہی نبیوں کے زمانہ میں ہوا اور ہوتا ہے اور آئندہ ہوگا مگر اس ظاہری حالت کو دیکھکر نادان اور کم فہم لوگ (جیسے میاں عبدالحکیم) سمجھتے ہیں کہ یہ سلسلہ تباہ ہو جائیگا۔ اور وہ تمام کارروائی جو ابتک ہوئی برباد ہو جائے گی مگر ایسا ہرگز نہیں ہوتا اور وہ سلسلہ کچھ ابتلاء کے بعد اور بھی بڑھتا ہے اور ترقی کرتا ہے اور پھر اس اشتہار الوصیۃ کے بعد کئی رنگوں پر آپ کی وفات کی خبر دیگئی اور یہاں تک اسکو کھولدیا گیا۔ سال اور مہینہ اور تاریخ تک بتادی گئی۔ پس ایسی صورت میں میاں عبدالحکیم کا یہ پیشگوئی کرنا کہ حضرت اقدس تین سال کے اندر فوت ہو جائینگے۔ ایک ذلیل مکر اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

عبدالحکیم نے اپنے رسالہ ذکر الحکیم نمبر ۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنی وصیت شائع کر دی ہے اور لکھدیا ہے کہ میری وفات قریب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحکیم کو معلوم تھا کہ حضرت نے اپنی وفات کی پیشگوئی کی ہے چنانچہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تو حضرت اقدس نے خبر دی کہ میری وفات قریب ہے اور وہ دس تین سال کے اندر ہو گی جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں اس پر عبدالحکیم خان نے اپنی پیشگوئی شائع کر دی کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ مرزا تین سال میں فوت ہو جائے گا اسکے بعد حضرت اقدس پر متواتر وحی ہوئی کہ بہت جلد تمہاری وفات ہونے والی ہے اسپر میاں عبدالحکیم نے ایک دوسری پیشگوئی شائع کر دی جسمیں چودہ ماہ میعاد مقرر کر دی یعنے قریباً سال بھر پہلی پیشگوئی میں سے کم کر دیا کیونکہ جب اس نے پیشگوئی کی تھی تو اس وقت تین سالہ والی پیشگوئی میں سے قریباً آٹھ ماہ گذر چکے تھے۔ پھر حضرت اقدس کو کچھ ایسے الہام ہوئے تیری عمر بڑھا دی گئی ہے۔ اسپر آپ نے ایک اور الہام شائع کر دیا۔ کہ اگر زیادہ سے زیادہ مہلت ملی تو وہ تین سال والی کے متعلق ہو گی پھر جب حضرت اقدس کو موت کے الہام ہوئے اور بتایا گیا کہ اب تو بہت ہی قریب وقت آگیا ہے تو آپ کو جھٹ الہام ہوا کہ مرزا ۱۔ ۲۱ ساون مطابق ۴ اگست کو فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے اسکی کذب بیانی کو ایسا ظاہر کر دیا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اس کو شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ اور اس کے کئی ثبوت ہیں اوّل یہ کہ اس نے خود اپنی تصانیف میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میرے عمل بھی اچھے نہیں ہیں اور میں ایک بدعمل مومن ہوں اور مجھے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں پس جو شخص خود مانتا ہے کہ مجھ پر شیطان کا تصرف ہے اسکے الہاموں کی نسبت اور زیادہ ثبوت دینے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جب ملہم خود اقراری ہے تو دوسرے کو کیا شک ہو سکتا ہے مگر یہ بات جو اسنے لکھی ہے واقعی عجیب ہے کہ میں بدعمل مومن ہوں۔

تعجب ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور پھر ساتھ ہی نماز روزہ کے بھی پابند نہیں افسوس اس شخص کو یہ بات لکھتے ہوئے اتنا شعور بھی نہیں آیا کہ جب لوگ اس رحمۃ للعلمین کو نماز روزہ کا پابند نہ دیکھینگے تو نبی کریم کی نسبت جن کے زمانہ کو تیرہ سو سال گذر گئے نعوذ باللہ کیا خیال کرینگے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اصل بات یہ تھی کہ آپ خود اس بات کے مقر ہیں کہ مجھ کو شیطانی الہامات ہوتے ہیں اور خود آپکے الہامات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ آپ کو شیطانی الہامات بھی ہوتے ہیں اور رحمانی کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو الہام ہوتا ہے۔ وہ پہلے حضرت اقدس کو ہو چکا ہوتا ہے۔ یا ایک واقعہ کے بعد اسکے مطابق آپ کو ایک الہام ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی الہام ان دونوں باتوں سے الگ ہوتا ہے تو وہ اکثر بلکہ ہمیشہ جھوٹا نکلتا ہے جیسا کہ حضرت صاحب کی وفات کی نسبت اس نے لکھا تھا کہ ۲۱ ساون کو ہوگی مگر وہ ۲۶ مئی کو فوت ہوئے اور پھر ایک اور ثبوت اس کے جھوٹے ہونے کا یہ ہے کہ خود اسکو اقرار ہے کہ مجھکو رحمانی الہامات بھی ہوتے ہیں اور شیطانی بھی پس کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ایک ایسے دلپر اپنا کلام نازل کرے جس پر پہلے سے شیطانی قبضہ ہے کیا سیاہی اور سفیدی ایک جگہ اکٹھی ہو سکتی ہے پاک اور ناپاک ملائے جا سکتے ہیں ببول کو ممکن نہیں کہ انگور لگیں اور گو خود کبھی کبھی شہد کا چھتہ تیار نہیں کر سکتی پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایک ملہم شیطانی پر خدا کا کلام نازل ہو۔ اور وہ اسکو رحمۃ للعالمین قرار دے جس کلام کی نسبت خدا تعالےٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کیا وہ نجس دل پر نازل ہو سکتا ہے جسمیں ذرہ خشیت خدا بھی نہیں کہ احکام شرعیہ پر عمل کرے پس خود اپنے مقولہ کے مطابق عبدالحکیم خان جھوٹا اور مفتری ثابت ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہر ایک عقلمند جو اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے وہ ظاہر ہے

تیسری دلیل جو میں اسکے مفتری ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور جس کا ذکر اسنے اپنے دعوے کے ثبوت میں اعلان الحق میں بھی کیا ہے یہ رسالہ اسنے حضرت صاحب کی وفات پر اپنی سچائی کے ثبوت کے لئے شائع کیا ہے۔ یہ ہے کہ اس شخص نے حضرت اقدس کی وفات کی نسبت پیشگوئی شائع کی کہ آپ تین سال کے اندر فوت ہو جائینگے۔ اور یہ جھوٹے اور سچے کے فیصلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس پیشگوئی کی اصل حقیقت تو میں پہلے ہی لکھ آیا ہوں کہ پہلے حضرت اقدس خود یہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ میں جلد فوت ہو جاؤں گا۔ اور الہام الٰہی سے ظاہر ہوتا تھا کہ تین سال کے اندر ہی آپ فوت ہو جائینگے اور ایسے وقت میں اس کا یہ پیشگوئی کرنا محض ایک شرارت تھی۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کو جھوٹا ثابت کرنا تھا۔ اس لئے تھوڑے دنوں کے بعد اس کو القائے شیطانی ہوا۔ کہ اب تین سال کی میعاد چودہ ماہ رہ گئی ہے اور یہ بھی پہلے کی طرح چوری ہی تھی۔ کیونکہ حضرت اقدس نے دوبارہ شائع کیا تھا۔ کہ اب میری موت قریب ہے۔ اب جبکہ تک تو شیطان نے اپنی بڑی فتح سمجھی کہ خدا کے کلام میں سے چرا کر اور الہام الٰہی میں سے اخذ کر کے میں نے اپنا گھر پورا کر لیا۔ مگر خدا تو بڑا علام الغیوب ہے وہ جانتا تھا کہ یہ سب باتیں اسکی دھری رہ جائینگی اور وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہے۔ چنانچہ کچھ مدت کے بعد شیطان نے اسپر اپنا کلام نازل کیا اور بتایا کہ مرزا ۳۱ سا دن مطابق ۴ اگست کو فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اس الہام کو اس خیال سے کہ اب میری بڑی فتح ہوگی مختلف اخباروں میں شائع کرا دیا۔ مثلاً روزنامہ پیسہ اخبار۔ وطن اور اہلحدیث اور اسکے علاوہ بریلی گزٹ میں بھی اس کا یہ الہام شائع ہوا کہ مرزا ۴ اگست کو فوت ہو جائیگا۔ اور اسی طرح بہت سے خطوط میں اسنے اس الہام کا ذکر کیا۔ جو اب تک موجود بھی ہیں۔ مگر اسکے برخلاف حضرت مسیح موعود کو خداوند تعالیٰ نے الہام کیا کہ "خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر دکھائیگا" اور ساتھ ہی بتایا۔ کہ میری وفات ۲۵ اکتوبر کے ۲۳ دن بعد ہوگی اور بیعت کے اکیسویں سال ہوگی۔ پس اب عقلمند لوگ مقابلہ کر کے دیکھیں کہ کون سچا رہا اور کون جھوٹا۔ حضرت مسیح موعود کو بھی آپ کی وفات کی تاریخ اور مہینہ بتایا گیا تھا۔ اور دونوں کے الہامات مختلف اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں اب غور کرنے والے غور کریں کہ کون سچا رہا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات کی خبر ۲۶ مئی بتلائی تھی۔ اور اس نے ۴ اگست تاریخ مقرر کی تھی چنانچہ آپ مطابق خدائی الہام کے اسی تاریخ کو فوت ہوگئے۔ اور اسکو کذاب ثابت کر گئے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ یہ شخص شیطان سے خبر پانے والا ہے کیونکہ جب تک کہ حضرت کے الہامات سے سرقہ کرتا رہا۔ تب تک تو کسی قدر راستی پر رہا اور جونہی بلند پروازی شروع کی اور چاہا کہ اپنے شیطانی الہاموں کو۔ رحمانی الہاموں سے مقابلہ کرے تو وہیں ہلاکت کا منہ دیکھا اور سخت ذلیل و خوار ہوا۔ اور دنیا نے اسکی اصلیت کو پالیا۔ اور صادق و کاذب کا فیصلہ ہو گیا اب کیا کوئی شخص باوجود ایسے صریح ثبوتوں کے اسکی نسبت ایک لمحہ کے لئے بھی گمان کر سکتا ہے کہ یہ اپنے اندر کچھ بھی صداقت رکھتا ہے اور کیا کوئی سعید روح اب بھی حضرت صاحب کی سچائی کا انکار کر سکتی ہے دیکھو آپ نے آج سے ڈیڑھ سال پہلے بتا دیا تھا کہ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پاؤں گا۔ اور اسدن لوگ خوشیاں منائینگے مگر برخلاف اسکے اسنے ۴ اگست کی تاریخ بتائی تھی پس خدا تعالےٰ نے جھوٹے اور سچے میں فرق کر دکھایا پھر بار بار اس شخص کا اپنی سچائی پر زور دینا حماقت نہیں تو اور کیا ہے جبکہ اسکی اپنی قلم کا لکھا ہوا الہام موجود ہے کہ اب چودہ ماہ والی پیشگوئی کی جگہ مرزا ۴ اگست کو فوت ہوگا۔ اور اسکے دستخط کا فوٹو پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہو چکا ہے اور اہلحدیث اور وطن میں بھی اسکی طرف سے یہ الہام درج ہے تو کیا اب یہ انکار کر سکتا ہے کہ میں نے پیشگوئی نہیں کی تھی۔ دیکھو سچوں اور جھوٹوں کا فرق کہ سچے تو بعض اوقات افسوس کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی شائع نہیں کی مگر جھوٹے جو شائع کر بیٹھے ہیں اسپر ہی شرمندہ اور پریشان رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کاش! ہم یہ پیشگوئی شائع نہ کرتے۔ اور ایسا ہی حال عبدالحکیم کا ہوا ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ الفاظ اس کے الہام کے پیسہ اخبار وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں پھر بھی اب یہ انکار کرتا ہے۔ اور اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ میں نے ۴ اگست تک کی پیشگوئی کی تھی جو پوری ہوئی مگر ہم اسکا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکٰذبین کے اور کیا دے سکتے ہیں اگر پیسہ اخبار وطن۔ اہلحدیث اور یونین گزٹ بریلی میں اسکا یہ الہام شائع نہ ہو چکا ہوتا تو یہ جتنا چاہتا جھوٹ بول سکتا تھا مگر خدا نے اسکو ناک سے پکڑ لیا ہے اب یہ بچ کس طرح سکتا ہے افسوس رسول ہونے کا دعویٰ اور اسقدر جھوٹ۔ کیا مسیلمہ کذاب اس سے زیادہ جھوٹ بولتا تھا۔ نہیں زمانہ کی ترقی کے ساتھ مسیلمہ کی روح نے بھی ترقی کی ہے اور آگے سے زیادہ افترا پردازی پر کمر باندھی ہے۔ الغرض اس شخص نے ۴ اگست کو حضرت اقدس کی تاریخ وفات مقرر کی تھی۔ مگر آپ ۲۶ مئی کو فوت ہو کر شیطانی الہاموں کی قلعی کھول گئے اور آپکے الہامات میں ۲۶ مئی تاریخ مقرر ہوئی تھی سو اس تاریخ کو آپنے وفات پائی اور یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے سچے اور جھوٹے کا فیصلہ ہے جو چاہے قبول کرے ورنہ یاد رہے کہ کسی شخص کا کفر و ارتداد خدا اور اس کے نبیوں کی شان میں کوئی فرق نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ خود ان کے کافر اور ان سے ارتداد کرنے والوں کو کہنا پڑتا ہے۔ یا لیتنی کنت ترابا یعنے کاش کہ میں مٹی ہی ہوتا۔ یا پیدا ہی نہ ہوتا۔ پس اب بھی وقت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں وہ خدا کے رسول کا اقرار کریں۔ تا خدا ان کا مددگار ہو ورنہ وہ دن آتے ہیں کہ انکار کرنے والے اپنے انکار کا مزہ چکھ لینگے اور پھر سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہ ہو سکیگا

چوتھی بات جس کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ اور جس سے عبدالحکیم کا دروغ ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اس نے اپنے اشتہار اعلان الحق میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے تبصرہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں جو میری سچائی ظاہر کرتے ہیں کہ "اپنے دشمن کو کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ میں تیری عمر کو بڑھا دونگا یعنے دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔" اور پھر لکھا ہے کہ "دنیا میں تیرا نام ملعون کیا جاویگا اور نصرت و فتح میرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود ہو جائے گا" ان فقرات کے لکھنے سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ مرزا صاحب فوت ہو گئے اور میں زندہ ہوں اور یہ میری سچائی کا نشان ہے مگر اس نادان کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ مرزا صاحب کی وفات سے اگر نعوذ باللہ ان کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو اس سے اس کی سچائی کس طرح ثابت ہوئی۔ فرض کرو کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب کی تمام پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور ایک بھی سچی نہیں ہوئی تو بھی اسکی صداقت ثابت نہیں۔ اور اسکی سچائی تو اس بات سے ثابت ہوتی تھی کہ اس کی اپنی پیشگوئی بھی سچی نکلتی جب اس نے مرزا صاحب کی وفات کی تاریخ ۴ہ۔ اگست مقرر کی۔ اور مرزا صاحب اپنی پیشگوئی کے مطابق ۲۶۔ مئی کو فوت ہوئے تو یہ خود بخود جھوٹا اور کاذب ثابت ہو گیا۔ اب اسکا یہ عذر کہ مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو اس سے اسکی سچائی ثابت ہوتی ہے محض ایک مضحکہ ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اشتہار تبصرہ اس وقت شائع کیا گیا ہے جب اس نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کی میعاد چودہ ماہ مقرر کی تھی اسوقت یہ لکھا گیا تھا۔ کہ خدا نے دشمن کو جھوٹا کرنے کے لئے میری عمر بڑھا دی چنانچہ اگر وہ چودہ ماہ کی میعاد عبدالحکیم قائم رکھتا تو اس وقت اس کا یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ میری بتائی ہوئی میعاد کے اندر فوت ہو گئے ہیں اسلئے میں سچا ہوں۔ مگر جب اس نے خود اس پیشگوئی کو رد کر دیا اور لکھدیا کہ بجائے چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اب ۴ہ۔ اگست کی تاریخ مقرر کی گئی ہے تو تبصرہ میں جو کچھ لکھا گیا تھا۔ اس کے پورے ہونے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ اشتہار تو اس غرض کے لئے لکھا گیا تھا کہ جھوٹے اور سچے میں فرق ثابت کیا جائے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ کون جھوٹا ہے اور کون سچا۔ پس جب اس نے ۴ہ۔ اگست تاریخ وفات مقرر کر دی۔ تو اب سچے اور جھوٹے میں فرق اس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ ایک دوسرے کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہو جاتا اور اس طرح اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر جاتا۔ پس خدا تعالےٰ نے مرزا صاحب کو ۲۶۔ مئی کو وفات دے کر ثابت کر دیا کہ عبدالحکیم جھوٹا ہے چنانچہ تبصرہ کے الفاظ بھی یہی ہیں کہ جو دشمن تیری وفات کی پیشگوئی کرتے ہیں ان کو میں جھوٹا ثابت کرونگا۔ پس صاف ثابت ہوا۔ کہ خدا کا منشا اسجگہ دشمن کو جھوٹا ثابت کرنے کا تھا نہ کچھ اور۔ چنانچہ جب اس نے اپنی پیشگوئی کو خود ہی رد کر دیا اور لکھا کہ اب ۴ہ۔ اگست کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے تو خدا تعالےٰ نے اسکو اس طرح جھوٹا ثابت کیا کہ آپ کو ۲۶۔ مئی کو وفات دیدی اور اسکی پیشگوئی ایک دیوانہ کی بڑ کی طرح ردی گئی اور جھوٹے اور سچے میں خدا تعالےٰ نے فرق کر کے دکھلا دیا کہ سچوں کی باتیں سچی اور جھوٹوں کی جھوٹی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کو کہا جائے کہ تو اس لئے ہلاک ہو جائیگا کہ تو اسلام کو برا کہتا ہے اور گالیاں دیتا ہے اسکے بعد وہ شخص اسلام لے آئے اور بڑا متقی اور پرہیزگار ہو جائے تو وہ اس ہلاکت سے بچ جائیگا۔ کیونکہ اس نے وہ بات چھوڑ دی۔ اسی طرح یہاں بھی یہی معاملہ ہے عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت پیشگوئی کی کہ وہ چودہ مہینے کے اندر فوت ہو جائینگے اور یہ میری سچائی کا نشان ہے اس پر حضرت مسیح موعود نے شائع کیا کہ ایسا نہیں ہوگا بلکہ یہ خود میرے سامنے ہلاک ہو جائے گا اور یہ سب باتیں اسلئے ہیں کہ سچے اور جھوٹے میں فرق ہو جائے چنانچہ اگر یہ شخص اس پیشگوئی پر قائم رہتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہلاک ہو جاتا اور وہ زندہ رہتے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کو تو اپنے نبی رسول کی سچائی ظاہر کرنی منظور تھی نہ کہ کچھ اور مگر چونکہ بعد میں یہ اپنی بات سے پھر گیا اور اس نے چودہ ماہ والی پیشگوئی کو اپنی سچائی کا نشان قرار نہ دیا بلکہ لکھا کہ میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ مرزا ۴ہ۔ اگست کو فوت ہو جائیگا تو خدا تعالےٰ نے بھی اپنی پہلی بات کو منسوخ کر دیا اور جس راہ سے اس نے اسکے رسول کو پکڑنا چاہا تھا اسی راہ سے اسکو پکڑ لیا یعنے حضرت صاحب کو اسکی مقرر کردہ تاریخ پر وفات نہ دی اور ۲۶۔ مئی کو دی۔ جو تاریخ خود آپ کے الہامات سے ثابت ہوتی تھی اور اس طرح خدا کا وہ کلام کہ جھوٹے اور سچے میں فرق کر کے دکھایا جائیگا پورا ہوا۔ اور عبدالحکیم کے منہ پر کذب کا ایسا بدنما داغ لگا۔ جو قیامت تک مٹ نہیں سکتا۔ اور یہ بات جو میں نے لکھی ہے کہ جب عبدالحکیم نے چودہ ماہ والی پیشگوئی کو منسوخ کر دیا تو خدا نے بھی اپنے وعدہ کو دوسرے رنگ میں بدل دیا ہے ثبوت نہیں۔ بلکہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ جن لوگوں کے لئے فرمایا تھا۔ کہ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ ان میں سے بھی بہت سے لوگ آخر کار ایمان لائے اور بڑے بڑے انعام و اکرام کے مستحق ٹھہرے۔ پس اسجگہ بھی خدا تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق جس کی نسبت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا کا حکم آیا ہے۔ عمل کیا اور جب عبدالحکیم خاں نے اپنی پیشگوئی کو چھوڑ کر ایک اور پیشگوئی پر اپنی سچائی کا مدار رکھا تو خداوند تعالےٰ نے بھی اپنی بے پایاں قدرتوں سے چاہا کہ اسکو اسی راہ سے ہلاک کرے۔ چنانچہ اس نے اسکی پیشگوئی کو بالکل غلط ثابت کر دیا اور اس نے بتایا تھا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام ۴ہ۔ اگست کو فوت ہونگے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ چنانچہ یہ جھوٹا ٹھہرا۔ اور تبصرہ میں بتایا ہوا عذاب اذا اتی الشرط فات المشروط کے مطابق اس پر سے ٹل گیا۔ کیونکہ اس کو جھوٹا ثابت کرنا ضروری تھا۔ سو خدا نے ثابت کر دیا۔

پانچویں بات

جو عبدالحکیم کے تمام دعاوی کو بالکل توڑ دیتی ہے اور اسکے جھوٹ کا قلع قمع کر دیتی ہے ایسی صاف ہے کہ خدا کے فضل سے اسکے بعد اس شخص کا ہاتھ کہیں پڑ ہی نہیں سکتا اور خواہ وہ کتنے ہی دانت پیسے اور پیشانی رگڑے ممکن ہی نہیں کہ اپنے مطلب کے مطابق کوئی بات نکال سکے چنانچہ اگر غور سے دیکھا جائے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی کوئی الہام شائع نہیں کیا جس میں یہ آیا ہو کہ عبدالحکیم تیری زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ مندرجہ ذیل چند الہامات ہیں جن سے یہ اپنے مطلب کی بات نکالتا ہے مگر میں ثابت کرتا ہوں کہ ہرگز ان سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عبدالحکیم آپ کی زندگی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہلاک ہوگا اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وہ الہامات اس وقت کے ہیں جبکہ اس نے چودہ ماہ والی پیشگوئی کی تھی۔ اور اس پیشگوئی کے بدلنے پر ان الہامات کی سزا بھی اور رنگ میں بدل گئی بہرحال وہ الہامات یہ ہیں :۔ سَأَبٍ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ۔ تیرے دشمنوں کا اخراد افنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔ چنانچہ ان الہامات سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ عبدالحکیم حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔ بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کرکے دکھلا دیگا اور وہ اصحاب فیل کی طرح ذلیل ہوکر ہلاک ہوگا اور اس کے تمام مکر و فریب غارت ہو جاوینگے۔ اور وہ بوجہ مخالفت حضرت اقدس کے ہلاک ہوگا۔ اب ان الہامات کو دیکھکر ہر ایک اہل عقل دیکھ سکتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے کس طرح گھیر کر اس سے ۴ - اگست والی پیشگوئی شائع کروائی اور کس طرح اس کے مکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور تمام دنیا کی نظروں میں اس کو ذلیل کیا۔ اور ان الہامات کے جو معنے حضرت اقدس نے کئے ہیں کہ وہ میرے سامنے ہلاک ہوگا یہ ایک اجتہادی غلطی تھی اور اجتہادی غلطی ہر نبی سے ہوتی رہتی ہے چنانچہ اسکی بہت سی نظیریں قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں موجود ہیں مثلاً حضرت نوح کے قصہ کو ہی پڑھکر دیکھو ان سے وعدہ تھا کہ تیرے اہل بچائے جائینگے۔ اور جب طوفان میں اپنے بیٹے کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے خداوند تعالےٰ سے کہا۔ کہ سَأَبٍ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ۔ یعنے اے میرے خدا میرا بیٹا بھی تو میرے اہل سے ہے یہ کیوں غرق ہونے لگا۔ تو اس پر خدا نے نہایت جھڑک کر جواب دیا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ یعنے وہ تیرے اہل سے نہیں اور فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ یعنے ایسی بات مجھ سے مت پوچھ جس کا تجھکو علم نہیں پھر حضرت یونس علیہ السلام کو بھی اجتہادی غلطی لگی اور جب ان کو پیشگوئی کے مطابق انکی قوم ہلاک ہوئی تو ایسے گھبرائے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو وہ ملزم کرکے پھینک دیئے جاتے چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اجتہادی غلطی لگی اور انہوں نے سمجھا کہ میں خود بنی اسرائیل کو کنعان میں پہنچاؤنگا حالانکہ وہ راستہ میں ہی فوت ہوگئے اور ان کے ساتھی بھی قریباً تمام راستہ میں ہی فوت ہوئے اور اُن کے ایک خلیفہ نے بنی اسرائیل کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اجتہادی غلطی لگی۔ اور انہوں نے سمجھا کہ میرے حواریوں کو دنیاوی بادشاہت ملیگی اور انہوں نے ان کو حکم دیا کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدو۔ حالانکہ دنیاوی بادشاہت تو الگ رہی ان کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ پھر آخر میں ہمارے سردار اور ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہادی غلطی لگی۔ اور آپ ایک کشف کی بنا پر مکہ کو چلدئے اور بڑی تکلیفوں کے بعد وہاں پہنچے تو کام نہ ہوا۔ اور بے حاصل کئے مراد کے واپس آنا پڑا یہانتک کہ اس بات سے حضرت عمرؓ جیسے بزرگ کو ابتلا کا سامنا ہوا پس غور کا مقام ہے کہ جب اجتہادی غلطی کا ہو جانا کسی نبی کی شان پر کوئی دھبہ نہیں لگاتا اور اس سے اُس کی سچائی پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ جو پچھلے انبیاءؑ کی سنت پر آئے ہیں اگر کوئی اجتہادی غلطی کر بیٹھیں تو ان پر کیا الزام آسکتا ہے اصل تو الہامات کو دیکھنا چاہئے کہ ان کے کیا معنے ہیں۔ اور پھر یہ بات بھی ہوتی ہے کہ ایک نبی سے ایک وعدہ ہوتا ہے اور وہ اس کے جانشین یا اسکی اولاد کے ہاتھوں سے پورا ہوتا ہے پس باوجود ان تمام دلائل کے جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ یہ مان بھی لیا جائے کہ ۴ - اگست کی پیشگوئی کے باوجود بھی تبصرہ والا اشتہار قائم رہا اور منسوخ نہیں ہوا۔ تو بھی کوئی الزام نہیں آتا۔ اور کسی بات سے حضرت اقدس کی تکذیب اور عبدالحکیم کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ جو معنے کئے گئے ہیں وہ خدا کی طرف سے تفہیم نہیں بلکہ اپنا اجتہاد ہے پس اگر اسکے مطابق واقعہ نہ ہو تو الہام کے الہام پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکی سچائی اور بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اسنے کوئی منصوبہ بنا کر الہام پیش نہیں کئے تھے بلکہ خدائے رحمٰن و رحیم کی طرف سے وہ الہامات تھے۔ اب ناظرین غور کرکے دیکھیں کہ عبدالحکیم کے ہاتھوں میں رہ کیا جاتا ہے جس پر اسکو ناز ہے۔ (صادقوں کی روشنی)

ترانۂ عشق

(از مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

"اللہ! اللہ! وہ کیا ہی مبارک وقت تھا جب پیارا ماں جان سے پیارا اور پاک مسیح ہم میں موجود تھا اور آپ کے بحر فیوض سے ہر وقت ہر کس و ناکس مستفیض ہوتا اور آپکی قضاء و قدر ٹالدینے والی دعاؤں سے دنیا پر ہر قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پائی وہ محبوب چہرہ وہ پیاری دلاویز ادا وہ نبیوں کا مجسم رحمت نمونہ وہ رسولوں کی مجسم قدرت تجلی آہ! کیں کہاں گذرا اور آنکھیں کسکے خیال محبت سے اشکبار ہوئیں"۔

اے صاحب الجمال عجب جانفزا ہے تو
بدر الدجیٰ بجلوۂ شمس الضحےٰ ہے تو

چرچا ہے ہر طرف تیرے حسن و جمال کا
ہے ذکر جا بجا کہ عجب دلربا ہے تو

کوئی نہیں جہاں میں جو تجھ سے ہو ہمسر
ہر بزم میں ہے تذکرہ کیسا ہے کیا ہے تو

ہر ایک اپنے فہم سے سمجھا ہے جو تجھے
برتر ہے اس سے شان کہ ستر عالا ہے تو

دیکھا ہے حاسدوں نے تجھے جس نگاہ سے
وہ شکل ہے انہیں کی کہ اک آئنہ ہے تو

دنیا تیرے فیوض سے جب بھر گئی ہے سب
کیونکر نہ پھر کہیں تجھے بحر العطا ہے تو

عالم مثال غنچہ دہن بستہ راز تھا
تیرے قدوم سے کھلا ایسی صبا ہے تو

تاریک تھا جہاں ترے آنے سے پیشتر
روشن ہوا جب آیا کہ کیسی ضیا ہے تو

بڑھکر نہیں ہے نبیوں میں تجھ سے کوئی بھی چیز
منکر جو ہے نہیں اسے معلوم کیا ہے تو

ہاں تجھ میں ہے جو ہمیں نہیں درسے ہے
تو امتی ہے اور من الانبیا ہے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقی مراقبہ کیا ہے؟

مکرم محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے بھائی کا خط دربارہ مراقبہ پڑھا اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کی عبارت بھی دیکھی میں اصل بات عرض کرتا ہوں کہ ایک مومن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دے اور اس کے صفات کے رنگ میں رنگین ہو۔ اس کے رسولوں کے نقش قدم پر چلے ہمارا ایمان ہے کہ اسلام مکمل دین ہے اور وصول الی اللہ کے جس قدر بھی طریقے ہیں وہ شریعت اسلام میں موجود ہیں اس سے باہر کچھ نہیں ہے جو کتاب وسنت کے بدوں کسی اور طریق کی طرف توجہ کرتا ہے وہ گویا یہ مانتا ہے کہ اسلام دین مکمل نہیں ہم نہ تو قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں نہ احادیث میں دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کوئی اس طرح مراقبہ میں بیٹھتا اور زبان سے محض اللہ اللہ کرتا ہو جس طرح آجکل فقراء اور صوفیا کرتے ہیں اگر یہ طریقہ اسلامی شریعت کا ہے تو کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام جو سب سے بڑھکر سنت نبوی اور تعلیم قرآن مجید پر چلنے والے تھے انمیں کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا ہاں بعد میں جب لوگ نور نبوت سے دور ہوئے اور اندھیرے میں پڑ گئے تو جس طرح ایک بے قرار اندھیرے میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہو۔ ان لوگوں نے بھی مختلف تدبیریں کیں تا کسی طرح دنیا سے قطع تعلق اور خدا کی طرف کامل رجوع کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو نشان پر نشان ظاہر ہوتے تھے اور ہر روز اللہ تعالیٰ نئی تجلی کے ساتھ ظاہر ہو کر اپنی ہستی کا ثبوت دیتا تھا۔ اور رسول اللہ کی قوت قدسیہ بہت زبردست تھی اسلئے قلوب صاف تھے اور خدا کی محبت سے پُر دنیا سے برگشتہ۔ بعد میں جب حسب سنت الٰہی دلوں میں سختی نمودار ہوئی تو نیک لوگوں نے اضطرار کی حالت میں ادھر ادھر مصنوعی حیلے حوالے کئے مثلاً بعض لوگ محض درد اور رقت پیدا کرنے کے لئے حلقہ میں بیٹھکر ایک دوسرے پر چھریاں مارتے۔ بعض یہ سمجھکر کہ دنیا میں رہکر دنیا سے بچنا محال ہے سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے بعض نے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اور اس کو غفلت سے نکالنے کے واسطے زبان سے اللہ اللہ کہنا شروع کیا نا اس بات پر تنبیہ ہو کہ اللہ ہی مقصود اللہ ہی معبود اللہ ہی محبوب ہے جیسے لڑکے بار بار سبق پڑھتے ہیں تا کہ وہ بات ان کے ذہن نشین ہو جائے بعض فقراء نے اور طریقے نکالے بعض راگ سننے لگے کہ اس طرح بھی روح میں ایک پیدا ہوتا ہے بعض نے بھنگ پینی شروع کر دی۔ تا دنیا سے قطع ہو کر تبتّل کا رنگ پیدا ہو۔ ان لوگوں کی نسبت میری وہی رائے ہے جو حضرت موسےٰ نے فرعون کو جواب دیا علمها عند ربی فی کتٰب لا یضل ربی ولا ینسی یا تلک امۃ قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم لیکن اب جبکہ فضل کی بارش ہو چکی ہے ہدایت کا چشمہ پھر پھوٹا ہے اور پھر نبوت کا زمانہ آگیا ہے نبوت کے فیض جاری ہیں تو جائز نہیں کہ کوئی مصنوعی طریقوں سے کام لے۔ اب وصول الی اللہ ان نشانات پر ایمان لانے سے ہو سکتا ہے جو خدا نے اپنی ہستی کے ثبوت میں اپنے رسول مسیح کے ہاتھ پر ظاہر کئے سر دیا نی کا میٹھا چشمہ موجود ہو تو بے وقوف ہے وہ جو الگ ایک کنواں کھود رہا ہو۔ یا کسی اور مصنوعی طریق سے کام لے مراقبہ کی اصلیت درست ہے ضرور ہے کہ انسان دنیا کے دھندوں سے کسی وقت دم لے اور محض اللہ کی جناب کی طرف مشغول ہو اپنے نفس کا محاسبہ کرے نبی کریم پر درود بھیجے خدا تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرے اور اپنے گناہوں سے استغفار مگر آجکل کے فقراء کے طریق پر محاسبہ جائز نہیں جو سکھاتے ہیں کہ اپنے پیر کا تصور رکھو اور دم یوں روکو۔ اور یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ۲۵ بار پڑھو۔ یا یوں اللہ اللہ کرو اور فلاں لطیفے کا خیال رکھو دل پر ضرب لگاؤ کہ یہ طریق علم مسمریزم سے مشتق ہے اور ایسے امور کے لئے اسلام شرط نہیں ہے نہ اسلام سے ان کا تعلق ہے جو فیض ایک ہندو جوگی ایک راہب عیسائی ایک یہودی ایک بت پرست برہمن حاصل کرتا ہے وہی ایک مسلمانی کا مدعی اس طریق سے پائیگا اگر تم مراقبہ میں بیٹھکر دم حبس کر کے حرکت نبضی کے ساتھ بجائے اللہ اللہ کے سوئم برہم کہو گے۔ تو بھی وہی فیض حاصل ہوگا اور تم میں اس قسم کی قوت پیدا ہو گی۔ جو کسی درد والے مقام پر اپنا دم بخود چھوڑو گے تو وہ اچھا ہو جائیگا نہیں مکاشفہ ہونے لگیگا اور بعض غیبی امور نظر آئینگے مگر اس کا نام اسلام نہیں بلکہ یہ ایک مشق کا نتیجہ ہے جیسا خیال اور تصور ہوگا ویسا نتیجہ نکلیگا ہینے حقیقت تبلادی ہے اب کوئی چاہے تو اسلام اختیار کرے چاہے تو جوگیوں کا طریق لے کہ وہ بھی دنیا تیاگ دیتے ہیں۔ اور اس قسم کی مشقیں کر کے عجائبات دکھانے پر قادر ہو جاتے ہیں۔

مگر مقصود تو یہ ہے کہ انسان کا نفس کچلا جاوے اور وہ اپنی تمام روح سے خدا تعالےٰ کا ہو جاوے اور اسکی زندگی اعلاء کلمۃ اللہ میں صرف ہو یہ صحیح ہے کہ مجاہدہ شرط ہے۔ اور مجاہدہ کے لئے پیر کامل کی ضرورت ہے رہبر کامل کون ہے جسے خدا مامور کرے یا اسکی جانشینی کا فخر رکھے اور مجاہدہ وہی ہے جو وہ بتائے آپ صحابہ کرام کی نسبت کبھی نہ سنینگے کہ وہ تسبیحیں لیکر اللہ اللہ پڑھتے اور مسجد میں ہی بیٹھے رہتے تھے بلکہ وہ دین کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے یہ نہیں کہ چادر منہ پر لپیٹ اور ہاتھ پاؤں توڑ کر مسجد کے گوشہ میں گھسے رہیں اور مشہور ہو کہ مراقبہ میں ہے اسی طرح مجاہدہ آجکل یہی ہے کہ اسلام کے دشمنوں کے وہ حملے جو قلم یا زبان سے ہوتے ہیں۔ ان کا قلم یا زبان سے جواب دیا جائے جو باتیں خلاف سنت مسلمانوں میں رواج پذیر ہیں۔ ان کو دور کرے لوگوں کو سمجھائے اور اس راہ میں مالی جانی لسانی بدنی۔ غرض جس طرح سے دکھ اٹھائے چشم زخم کھائے اور شکوہ زبان پر نہ لاوے بلکہ اور اور بڑھتا جاوے یہ فرض اگر کوئی اور کرے تو اس نے حقیقی مراقبہ کیا ہے گو وہ رہبانیت ہے مگر بسبب اپنے ان تعلقات کے جو خدا کے ساتھ ہیں اور بوجہ اس قربانی کے جو اس نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھائی خلوت میں ہے اور اگر وہ اس رسمی مراقبہ میں ہے اور وہاں بیٹھے بیٹھے وسوسوں میں گرفتار ہے۔ دین حق پر باطل کے تبر چل رہے ہیں اور اسے ذرا بھی درد نہیں ہوتا اور خود کچھ کوشش نہیں کرتا تو یہ خلوت نہیں بلکہ جلوت ہے آقا کے مکان کو آگ لگ چکی ہے ایک غلام اٹھکر اپنی جان خطرے میں ڈالتا اور ہاتھوں سے اسے بجھاتا ہے دوسرا پاس بیٹھا اپنے آقا کا نام بار بار رٹتا ہے یا اسکی تعریف کرتا ہے کہ بڑا اچھا ہے بڑا اچھا ہے تو بتاؤ وہ آقا ان دونوں غلاموں میں سے کسی پر راضی ہوگا۔ اسی پر جس نے حقیقی مراقبہ کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایرانی شیعہ مجتہد اور احمدی

(از غلام حسین صاحب صوبیدار)

بوشہر ملک ایران میں ایک مشہور اور معروف شیخ محمد علی امام جمعہ ہیں جن کو گورنمنٹ ایران کی طرف سے علاقہ بوشہر کے تمام گاؤں کے شرعی مقدمات کے فیصلہ کرنیکا اختیار ہے۔ عاجز مجتہد محمد علی صاحب کو آپکی عدالت خاصہ میں ملنے کو گیا چونکہ مجتہد صاحب عربی۔ فارسی کے عالم اور اردو سے نابلد محض ہیں لہذا ان سے لمبی گفتگو زبان فارسی میں صداقت مسیح موعود پر کرنیکا اتفاق ہوا۔ اردو میں اختصاراً عرض ہے۔

مجتہد محمد علی۔ تمہارا کیا مذہب ہے کیا تم حنفی ہو؟

احمدی۔ عاجز کو امام آخر الزمان حجۃ اللہ فی الارض احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک سلسلہ مسمّٰی احمدیہ میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے بموجہ عاجز احمدی ہے۔

مجتہد۔ احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل پیش کرو۔ میں ابھی رد کرتا جاؤنگا۔

احمدی۔ بموجب ارشاد ربی وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ قرآن اور احادیث شریف سے ثبوت دیتا ہوں۔ غور سے سنیں۔

قرآنی ثبوت۔ قرآن کریم میں مفتری علی اللہ مدعی الہام اور صادق مامور من اللہ کے لئے ایک محکم اور خطا نہ کرنے والا معیار ہے وہ یہ ہے دلو تقول علینا الخ آخر سورہ حاقہ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفتری علی اللہ کو خداوند کریم جلد ہلاک کر دیتا ہے اگر کوئی مفتری علی اللہ مدعی الہام گذرا ہو جسنے الہامات شائع کر کے دعوٰی کیا ہو کہ یہ خداوند کریم کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا ہے اور ۲۳ سالہ زندگی حاصل کی ہو جو آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی مدت ہے تو جناب بحوالہ کتب بقید صفحہ بمعہ الہامات اور تاریخ الہاموں کے پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ بعد دعوٰے الہام کسقدر مہلت حاصل کی عاجز دعوٰے سے کہتا ہے کہ آپ کوئی پیش نہ کر سکینگے جسنے دعوٰی الہام کیا۔ حالانکہ محض اس کا اپنا افترا ہو۔ تو ۲۳ سالہ زندگی بعد الہام پیش کرنے سے عاجز اور قاصر مہدی مسعود احمد قادیانی نے بعد دعوٰی الہامات ۲۳ سال سے زیادہ زندگی پائی جو اس پر قرینہ قویہ اور کامل صداقت کی مہر ہو

کہ آپکا دعوٰی منجانب اللہ تھا۔

ثبوت از حدیث صحیح۔ حدیث کسوف و خسوف بود ار قطنی اکمال الدین میں ہے جسکو شیعہ صاحبان نے بھی مہدی آخر الزمان کے لئے حجت قرار دیا ہے ۱۳۱۱ھ میں واقعہ ماہ رمضان شریف میں ہو چکا ہے حالانکہ اسکا واقعہ ہونا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مہدی مسعود کے زمانہ تک ناممکن الوقوع تھا پھر آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں تردید باوجہ قطعیہ یقینیہ قرآنیہ واحادیثیہ سے کریں۔

مجتہد۔ کئی مہدی کاذب ہو گزرے ہیں جنہوں نے آیت شریفہ دلو تقول سے اپنی دعاوی پر استدلال فرمایا رمضان میں کسوف و خسوف کے ایسے سات دور میں ثابت کر سکتا ہوں

احمدی۔ آپنے میرے سوال کا جواب بالکل نہیں دیا مفتری علی اللہ بموجب میری شرائط کے پیش کریں اب سات دور کس طرح ثابت کر سکتے ہیں جبکہ آدم سے تا زمانہ مہدی آخر الزمان کسوف و خسوف کا واقعہ ہونا بھی ناممکن ہے حدیث شریف کے الفاظ پر غور فرماویں جن پر تاہم سات دور ثابت کریں۔

مجتہد۔ بہت کچھ گفتگو ہوئی مگر مجتہد صاحب نے بالآخر فرمایا کہ کل آؤ ثبوت مدلل پیش کرونگا۔

نوٹ خاکسار نے مناسب سمجھا تحریری جواب حسب الارشاد و آیت شریفہ دلو تقول مجتہد صاحب سے لیا جاوے لہذا فارسی میں دوسرے روز صبح خط لکھکر جواب طلب کیا اور بوقت عصر حاضر خدمت مجتہد صاحب ہوا۔

مجتہد صاحب۔ جو فارسی خط آپنے لکھا تھا۔ ملا مینے غور کی ہے مدلل جواب کتاب کی صورت میں دونگا۔ خلافت صدیق اکبر پر بحث ہوئی اور مندرجہ ذیل آیت سے امام جمعہ کو ساکت کیا گیا۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا۔ و مغانم کثیرۃ یاخذونھا سورہ الفتح

رشتہ درکار ہے

ایک مخلص احمدی جماعت کی بیوی فوت ہو گئی ہے اور وہ نکاح کرنا چاہتے ہیں اسوقت خدا کے فضل سے معزز اسامی پر سرکاری ملازم ہیں تنخواہ معہ بھتہ ساٹھ روپے ماہوار ہے نوجوان خوش شکل خوشرو ۳۸ سال عمر کے ہیں اور ۱۴ سال سے بفضل خدا احمدی ہیں جائداد زرعی قریباً پانچ ہزار روپیہ کی اور زیورات ایکہزار روپیہ کے مالک ہیں دکان اور مکان مکنی بھی علاوہ ازیں ہے رہنے والے ضلع ہوشیارپور تھانہ نواں شہر کے ہیں جو صاحب اس تعلق کرنا چاہتے ہوں خود بذریعہ خط و کتابت شادی کر لینا چاہتے ہیں جو صاحب اس تعلق کرنا چاہتے ہوں

ایک زمین کی فروخت کا اعلان

باعث تحریر آنکہ

جو کہ منمظہر نے ایک قطعہ اراضی سکنی واقعہ قصبہ قادیان جس کا رقبہ گیارہ مرلہ ایک سو تیس ۱۳۰ فٹ مربع ہوتا ہے مملوکہ و مقبوضہ خود جو بعوض مہر مجھے اپنے شوہر میاں معراج الدین صاحب سے پہنچی ہے جس کا صدود اربعہ اسی تحریر کے نیچے دکھلایا گیا ہے بدست سید عطاء الرحمٰن پسر سید عابد حسین صاحب بی اے تحصیلدار پوئی ریاست پٹیالہ بغرض اخراجات بھٹہ بیع زبانی کر دی ہے اور قبضہ و دخل زمین مبیعہ مشتری کو دیدیا ہے جسکی قیمت فی مرلہ مبلغ ۳۷ روپے کے مبلغ اسمائیہ ۴۲۸ چہار صد اٹھائیس روپیہ چھ آنے اس طرح پر وصول کئے کہ بیعانہ مبلغ ۵۰ روپیہ کو ملہ کے لئے پیشگی لئے ماہ اور اب لئے ماہ مارچ اب کوئی قیمت زمین کی مشتری کی طرف باقی نہ رہا اور آج کی تاریخ سے میرے و ناکا اور میرا کوئی حق نہ رہا۔ شمال کی طرف حویلی مفتی محمد صادق صاحب۔ جنوب راستہ ۵ فٹ عرض جو کہ میں مبیعہ نے اپنی زمین سے چھوڑا ہے۔ مشرق زمین قاضی عطاء اللہ صاحب مغرب کوچہ ۶ فٹ عرض مکان سید محمد اشرف صاحب و خواجہ علی اور پیمائش زمین حسب ذیل ہے لہذا یہ حروف بطور بیعنامہ کے لکھدئے کہ سند رہے قطعہ ۱۱ مربع

العبد

کرم النساء بیگم۔ نشان انگوٹھا

شمالاً	جنوباً	شرقاً	غرباً
۱۴۱ فٹ	۱۳۲ فٹ ۷ انچ	۶۸ فٹ ۵ انچ	۷۲ فٹ ۸ انچ

گواہ شد

علاؤ الدین ولد میاں معراج الدین بقلم خود

گواہ شد

عبد الرحمٰن قادیان بقلم خود

گواہ شد

محمد اشرف ناظر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۹۱۷ مارچ

گواہ شد

محمد صادق عفی اللہ بقلم خود

گواہ شد۔ نور محمد بقلم خود ملازم میاں بشیر احمد صاحب

ہ کرم فرما خادم قوم ایڈیٹر فاروق سے خط و کتابت کر کے فیصلہ کر لیں۔